(۳)

اس کے بعد میں نے یوں اُس سے سلسلہ کلام شروع کیا۔

س۔ آپ کا اسم شریف؟

ج۔ جی اس عاجز کو "عاصم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

س۔ اور یہ آپ کے ہمرکاب کون صاحب ہیں؟

ج۔ یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور ان کا نام "مظفر" ہے۔

س۔ آپ کا در دولت۔ اور اس وقت کدھر کا قصد ہے؟

ج۔ ہمارا غریب خانہ راولپنڈی میں ہے۔ لاہور میں کسی ذاتی کام کے لئے آئے ہیں۔ اور احمدیہ ہوسٹل میں ایک معزز دوست سے ملنے جا رہے ہیں۔

س۔ اگر مجھے بھی اپنا ہم سفر بنا لیں تو؟

ج۔ بڑی خوشی سے۔

اب انہوں نے میرے تعارف کی خواہش کی اور یوں گویا ہوئے

س۔ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟

ج۔ میری سکونت اسی شہر میں ہے۔

س۔ آپ کا کیا اسم شریف ہے۔؟

ج۔ صادق

س۔ آپ کا شغل کیا ہے؟

ج۔ طبیہ کالج میں تعلیم پاتا ہوں۔

(عاصم) آپ سے مل کر ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے

(ج) مہربانی

اس کے بعد انہوں نے پھر اپنی وہی گفتگو شروع کر دی جس میں کہ میں مخل ہوا تھا۔ میں نے بھی موقعہ غنیمت سمجھا۔ اور ان کے خیالات کی گہرائیوں میں اترنے کے لئے اس گفتگو کو نہایت غور سے سننے لگا۔

(۴)

(مظفر) بھائی مغربی تہذیب و تمدن دنیا کو کھائے جا رہا ہے۔ اس سے متاثر ہو کر اشرف المخلوقات نے اپنی پیدائش کی حقیقی غرض و غایت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اسے خود اپنی حقیقت سے بھی ناآشنائی ہے۔ اور تو علیحدہ رہے یہ بیتا تعیش تو ہمارے سید و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو بھی اپنی سیاہ چادر میں لپیٹے جا رہا ہے۔

عاصم :- ہاں بھائی! اب تو مسلم اور غیر مسلم میں فرق کرنا بھی سخت مشکل ہو رہا ہے۔ نوجوانوں میں کوئی نشان بھی تو ایسا نہیں رہا جس سے ہم یہ پہچان سکیں کہ کون ہمارا ہم مذہب ہے اور کون نہیں۔ اگر ڈاڑھی مونچھ غائب ہے تو سر پر بھی ترکی یا ٹوپی کی بجائے ہیٹ لگا ہوا ہے۔ اور وہ بھی سر پر نہیں ٹھہرتا۔ بلکہ کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور اگر سر ننگا ہی ہے تو عورتوں کی نقل کرتے ہوئے بال سنوارنے میں بھی کمال کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کی ہوئی ہے۔ سوٹ کے بغیر کالج جانا ہتک تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ باوجود ان سب غلط کاریوں کے یہ لوگ اپنے اس عقیدے پر مصر ہیں۔ کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اور اب دنیا کو کسی مصلح اور پیشوا کی ضرورت نہیں۔ تم نے تو ابھی کچھ دیکھا ہی نہیں اس نئی روشنی کا ستیاناس۔ بعض ہندوستانیوں کو تو اس نے اتنا مغلوب کیا ہے۔ کہ مغربیوں کی طرح وہ اپنے بدن بلکہ اعضاء کو ڈھانکنا بھی عیب خیال کرتے ہیں۔ اور مجلسوں میں ننگا ناچنا فخر سمجھتے ہیں؟

(۵)

لیکن بھائی شکر ہے اس خالق کون و مکان اور رحمان و رحیم خدا کا جس نے فی زمانہ پھر چودہ سو سال کے بعد اس مغربی ظلمت اور دجالیت کو مٹانے اور بھولے بھٹکے انسان کی بہبودی کا سامان کرتے ہوئے مشرق سے ایک آفتاب طلوع کیا۔ جس آفتاب جہاں تاب کی کرنیں ظلمت کے پردوں کو دن بدن چاک کرتی چلی جا رہی ہیں۔ اور وہ دن قریب ہیں کہ یہ خورشید مشرق اس اس آدمیت سوز تہذیب کو جلا کر خاکستر کر دے گا۔ اور تمام موجودات اسلامی نور سے منور نظر آئے گا۔ اگر آج یہ گمراہ کن تمدن بظاہر ترقی پذیر ہے اور اس کے گرویدہ برسر عام اخلاق سوز ارتکاب کو بھی فخر خیال کرتے ہیں۔ تو ضرور اس میں کوئی راز مضمر ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارا محسن خدا ہم نوجوانوں کو جنہوں نے اس ماہتاب کی روشنی سے حصہ پایا ہے یہ جتانا چاہتا ہے۔ کہ دیکھو ہم نے تم پر کتنا بڑا احسان کیا جو تم کو اس روحانی آفتاب کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ورنہ تم بھی انہیں لوگوں کی طرح جنہیں دیکھ کر تم حیران ہو رہے ہو۔ اسلام سے دور بلکہ بیزار ہوتے۔

دوسرے وہ مسبب الاسباب ہم کو یہ نظارہ دکھا کر ہماری ان ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہے۔ جو ہم پر اس روحانی نور سے روشنی پانے کی وجہ سے عاید ہوتی ہیں۔ گویا بالفاظ دیگر ہمارا محبوب ہم سے یوں خطاب کر رہا ہے کہ

اے نوجوانان احمدیت!

اٹھو۔ اپنی زندگیوں کا جائزہ لو۔ اور غور کرو کہ ابھی تم نے کتنی گھڑیاں بسر کی ہیں۔ یہ سب مخلوق جو تمہاری حیرانی کا موجب بن رہی ہے دن بدن گمراہی کے گڑھوں میں قدم مارتی چلی جا رہی ہے ظلمت مغربیت "زین لھم الشیطان اعمالھم" کے ماتحت ان پر روشنی بن کر حملہ آور ہے۔ پس دوڑو کہ تمہارے بھائی ظلمت کے دریاؤں میں ڈوبتے چلے جا رہے ہیں۔ ان سب کو بچانا ہم نے تمہارے سپرد کر رکھا ہے۔ سو جلدی کرو اور اپنے ان گمراہ بھائیوں کی باگ ڈور میری طرف پھیرنے کی کوشش میں لگ جاؤ۔ تا یہ بھی صراط مستقیم کا مزہ چکھ لیں۔ اپنی زندگی اسی مقصد وحید کے لئے وقف کر دو۔ کہ میں نے اپنے نبی کے ذریعے تم میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایسی مشعل راہ دے دی ہے۔ جس کو اگر استعمال کیا جائے تو وہ ظلمتوں کے عمیق در عمیق سمندروں کو بھی خشک کر سکتی ہے۔

پس ہمارا خدا اور ہمارا مقدس خلیفہ ہم سے یہی کچھ چاہتا ہے

(۶)

مظفر :- تب تو ہم پر بہت بڑی ذمہ واری عاید ہوتی ہے۔ مگر بعض نوجوان ہم میں سے بھی تو ایسے ہیں جو اس نور کے آگے سرنگوں ہونے کے باوجود مغربی اثر سے متاثر ہیں۔ اور ان اہم ذمہ واریوں کی طرف ان کو توجہ ہی نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں صرف زبان سے اور بیعت کے ذریعے احمدیت کی سچائی کا اقرار ہی احمدیت ہے

عاصم :- ہیں تو سہی لیکن ان کو بیدار کرنا بھی تو ہمارا ہی کام ہے۔ ہر انسان میں کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اور خوبیاں بھی۔

مظفر :- ابھی ہوسٹل کتنی دور ہے۔

عاصم :- دیکھو! وہ سامنے بائیں جانب ۲ نمبر کوٹھی ہوسٹل ہی تو ہے۔

ابھی ہم ہوسٹل کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ان کے وہ دوست جنہیں وہ ملنے جا رہے تھے دو اور نوجوانوں کے ہمراہ سائیکل پکڑے ہوسٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہے تھے۔ جونہی کہ ان کے دوست نے ہمیں آتے دیکھا ان کے چہرے پر مختصر سی مسکراہٹ آئی اور کچھ ٹھٹھک گئے۔ مگر پھر نہایت متانت سے آگے بڑھے۔

سڑک پر ہی ملاقات ہوئی۔ عاصم صاحب نے ان سے میرا تعارف کرایا۔ کچھ وقت مزاج پرسی میں صرف کیا۔ اس کے بعد ان کے وہ دوست جن کا نام "مبشر" تھا۔ فرمانے لگے ہمارا تو ابھی سات بجے کے قریب ہمارے کالج ہال میں "ڈیبیٹ" ہے۔ جس میں میں بھی پہنچ کر دوں گا چلئے پہلے وہاں سے ہو آئیں" چنانچہ ہم سب اس ارادے سے واپس لوٹے اور تھوڑی سی دیر میں گورنمنٹ کالج پہنچ گئے ایک جگہ دیوار کے ساتھ ہم نے سائیکل رکھے۔ اور ہال سے باہر سات بجے کا انتظار کرنے لگے۔ عاصم صاحب نے

اپنے دوست سے ابھی کچھ رسمی گلہ و شکایت کر نی تھی چنانچہ کھڑے کھڑے پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

عاصم:۔ کہئے صاحب کیسی گذرتی ہے؟ غالباً ایک سال بعد ہی ملاقات ہوئی ہے۔

مبشر:۔ نہیں بھئی! جلسہ سالانہ پر بھی تم ملے تھے

عاصم:۔ اچھا تو دوست مبارک ہو تمہاری شادی کی خبر "الفضل" میں پڑھی تھی۔ بلکہ اب تو سنا ہے۔ کہ خانہ آبادی بھی ہو چکی۔ ہزار آرزوؤں کے بعد تمہاری شادی ہوئی۔ مگر ہمیں تم نے اس خوشی میں شریک نہ کیا؟

مبشر:۔ (کچھ گھبرا کر) معاف کرنا۔ بھائی ان دنوں میں عجیب کشمکش میں تھا مجھے تمہارا خیال ہی نہیں آیا۔ اچھا کوئی بات نہیں ہماری باری بھی تو آئے گی

عاصم:۔ نماز کا وقت ہے چلو پہلے نماز پڑھ آئیں۔

مبشر:۔ بھئی ہم تو نماز جمع کریں گے ایسا نہ ہو کہ ادھر ہم نماز پڑھ رہے ہوں۔ اور اُدھر میری باری آجائے۔ آپ کو کالج کے معاملات کا علم نہیں اور اب تو وقت بھی کم ہے۔ کہئے آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

عاصم:۔ نماز تو بہر حال مقدم ہے! ہاں (بقول مفسرین) اگر حضرت سلیمانؑ باوجود نبی ہونے کے گھوڑوں کے پیار میں (صلوٰۃ وسطےٰ) کو بھلا سکتے ہیں۔ تو کیا ہم مغرب کی نماز مغربیت کی حقیقت معلوم کرنے میں صرف ایک آدھ گھنٹہ کے لئے نہیں بھول سکتے

(۸)

اتنے میں ہال کا دروازہ کھلا اور ہم اندر داخل ہوئے اور سٹیج کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ کالجوں کے طلباء حسب استطاعت سوٹ پہنے سنگے ایک ہاتھ میں رومال۔ دوسرے میں سگریٹ سلگائے اندر آرہے تھے۔ ان کی یہ ہیئت دیکھ کر عاصم صاحب اپنی سادگی میں جھٹ بول اٹھے کہ "بھائی مبشر" ان میں سے کوئی مسلمان بھی ہے؟

مبشر:۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

عاصم:۔ مجھے تو ان میں ایک بھی مسلم نوجوان نظر نہیں آتا۔

مبشر:۔ دیکھئے یہ جو ہمارے پیچھے والے بینچ پر بیٹھے ہیں۔ یہ سب مسلمان ہی تو ہیں!

عاصم:۔ اللہ اللہ! مسلمانوں کی یہ حالت ہے الٰہی مغربیت تیرے رسول کی امت کو نگلے جارہی ہے۔ تو ان کی حالت پر رحم کر۔ ہمارے آقا نے ٹھیک فرمایا تھا "لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع" یعنی ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری امت بھی مغضوب علیہ گروہ میں شمار کی جائے گی۔ اے قادر مطلق! انہیں اس زمانہ کے مسیح کو قبول کرنے کی توفیق دے "مبشر صاحب" کوئی بھی تو شعار اسلامی ان میں ہم کو نظر نہیں آتا۔ جس سے ان کی پہچان ہو سکے۔

مبشر:۔ تم ان میں مذہبی شعار تلاش کرتے ہو ان میں سے اکثر خدا کی ہستی کے بھی منکر ہیں۔ مغربی محققین کا ان پر اتنا اثر ہے کہ مسئلہ ارتقاء کی بحث میں آکر یہ اپنے آباؤ اجداد کی عزت کا بھی لحاظ نہیں کرتے اور ان کو بندروں اور دیگر جنگلی جانوروں کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

عاصم (اپنے مخصوص انداز میں) اچھا تو تلاوت اور نظم خوانی کون کرے گا۔

مبشر:۔ نئی تہذیب کی "بودی" شریعت نے ان احکام کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہ نئی مجلسیں اپنے آپ کو اس بات سے بالا سمجھتی ہیں کہ وہ کارروائی شروع کرنے سے قبل خدا کا نام لے لیں۔ ان کے اکثر مذہب کو ایک لعنت تصور کرتے ہیں۔ صرف الارم بجتا ہے اور کارروائی شروع ہو جاتی ہے

ان کی یہ بحث ابھی جاری تھی کہ ایک من چلا نوجوان جو غالباً اس مجلس کا پریذیڈنٹ تھا۔ پھدکتا ہوا سٹیج پر آیا۔ گھنٹی بجائی اور کوئی معذرت کر کے جس کی مجھے سمجھ نہ آسکی۔ کہنے لگا

because the debate has been postponed.

جونہی کہ اس کے منہ سے یہ فقرہ نکلا تمام ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ عاصم صاحب سے پھر رہا نہ گیا۔ اور تعجب انداز لہجہ میں کہنے لگا ہیں! یہ کیا ماجرا ہے؟

مبشر:۔ (افسوس ناک شکل بنا کر) ماجرا کیا بتاؤں چلئے ڈیبیٹ ملتوی کر دیا گیا ہے۔

عاصم:۔ اور یہ تالیاں؟

مبشر:۔ یہ ان کا مجلسی نعرہ ہے۔ جسے یہ لوگ داد خواہی کے موقعہ پر استعمال کرتے ہیں۔

عاصم:۔ یہ کام تو ابدی شریعت میں عورتوں کے سپرد کیا گیا تھا۔ افسوس! تُف ہے ایسی تہذیب پر

؎ اٹھا کر پھینک دو ان کو گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

اس کے بعد ہم ہال سے باہر نکلے۔ اپنے اپنے سائیکلوں کی بتیاں جلائیں اور واپس چل پڑے۔ راستے میں سب ہمارے آگے آگے جا رہے تھے۔ صرف میں اور عاصم صاحب پیچھے ذرا فاصلے پر تھے۔ عاصم صاحب پر ان واقعات کا اتنا اثر تھا کہ نصف راستہ گذر گیا۔ لیکن ان کی مہر سکوت نہ ٹوٹی۔ آخر میں نے ان کی اس قسم کو توڑنے کی خاطر ان سے پوچھا کہ ہسٹل پہنچ کر آپ کتنی دیر وہاں ٹھہریں گے۔ لیکن اس کے جواب میں انہوں نے اپنے ان تاثرات کا ذکر شروع کر دیا۔ جو اس سے قبل کے سفر سے پیدا ہوئے تھے۔ اور میرے سوال کو قابل اعتناء نہ سمجھتے ہوئے کچھ عجیب درد بھرے انداز میں یوں لب کشا ہوئے۔

(۱۰)

ان نئی اخلاقی آندھیوں نے کس طرح روحانی مطلع کو غبار آلود کر رکھا ہے۔ زمینی فنون۔ مادی حسن۔ اور دنیاوی نشے نے آسمانی عظمت اور وقار کو انسان کے دل سے بالکل نکال دیا ہے۔

اے خدا! اے زمینوں اور آسمانوں کے بادشاہ! اے وہ کہ کائنات کے ذرے ذرے میں تیرے حسنِ ابدی کا پرتو نظر آرہا ہے۔ اے میرے محبوب کہ تیری شان جمالی ایک نغمۂ خاموش بن کر تمام موجوداتِ عالم پر چھائی ہوئی ہے۔ اے ہر دوسرا کے خالق! جب میں تیری اس گمراہ مخلوق کو دیکھتا ہوں تو مجسم حیرت بن کر رہ جاتا ہوں۔ اے خدا! مادی تمدن کے تجلات نے انسان کو تیری ہستی اور اپنی پیدائش کے حقیقی مقصد سے بہت دور پھینک دیا ہے۔ مشرق کی اس روحانیت کو جو اب تک تیری مخلوقات کی زندگی کا سرمایہ رہی ہے۔ مغربیت ایک اژدہا بن کر کھاتی چلی جارہی ہے۔ اے خدا! ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم اس ظلمت کے پہاڑ کو اپنے راستے سے ہٹا سکیں۔ دنیا تیرے بھیجے ہوئے مسیح کا انکار کر رہی ہے۔ اس کے مخالفین دن رات صبح و شام اسے گالیوں سے یاد کرتے ہیں۔ تیرے اس پیارے اور مقدس نبی کی جماعت کو ہر جگہ ستایا جارہا ہے۔ اگر تیرے بندے تیرا پیغام تیری مخلوق تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو انہیں ظاہری و باطنی ہر دو لحاظ سے زخمی کیا جاتا ہے اے معبود حقیقی! اس وقت تمام مذاہب عالم کے پیرو تیرے دین کی اشاعت کرنے والوں کو مسلنا چاہتے ہیں۔ اگر عیسائیوں کو زور آزمائی کا شوق چراتا ہے تو وہ ہماری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ آریوں کو گالیاں دینے کا مزہ چکھنا ہوتا ہے۔ تو وہ بھی ہماری طرف ہی رُخ کرتے ہیں۔ غرضیکہ آج ہر قوم تیرے اس قائم کردہ درخت کی جڑیں کھوکھلا کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔

اے بادشاہوں کے بادشاہ! ہم تیرے ہیں اور تیری۔ تیرے دین تیرے رسول اور تیرے مسیح موعود کی عزت کی خاطر تجھ سے ملتجی ہیں۔ کہ تو اپنی بادشاہت دکھا۔ اور ظلمتِ مغربیت کو اس طرح پاش پاش کر دے کہ تمام دنیا کو "طلوع الشمس من مغربها" کی پیشگوئی اپنی تمام شان میں پوری ہوتی ہوئی نظر آجائے۔ نیز ہمارے دشمنوں کو ہمارے رستے سے ہٹا دے۔ اور ہمیں توفیق

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ پر دیکھیں)

الحکم یا بالفاظ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کے بازو کے کارنامے

میں ناچیز و احقر گذشتہ صحبت میں احبابِ کرام کی خدمت میں اپنے قومی آرگن الحکم کے متعلق اپنے خیال میں گو کافی سے زیادہ بحث کر چکا ہے کہ وہ کیوں ظہور پذیر ہوا۔ کس غرض و غایت کو لئے ہوئے اُٹھا۔ کن مشکلات و کن دشوار گذار منزلوں میں سے خاردار جھاڑیوں کی رائی بھر بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے گذر کر اپنے خالی پیٹ پر صبر کا پتھر باندھے ہوئے کبھی بھوکا کبھی پیاسا۔ وقت بیوقت قوّت لایموت پر ہی صبر کر کے اپنے فرائض منصبی کے ان مطالب و اغراض کو تندہی و جانفشانی سے پورا کرنے کی سعی بلیغ کر رہا ہے جن کے ماتحت مجاہدانہ طور پر وہ علم احمدیت لے کر اٹھا تھا۔ گو بارہا اُسے مصائب پر مصائب جھیلنے پڑے۔ مشکلات پر مشکلات دیکھنے پڑے۔ بسا اوقات زمانہ کی ناموافقت نے اس کی کمر ہمت توڑنا چاہا۔ اور اُسے مایوسی کا عالم نظر آنے لگا۔ مگر واہ رے عرفانی تیرا عالی حوصلہ تیرا ان تھک مجاہدہ۔ تاریک و تار مخالفت و مشکلات کے پردوں میں بھی تیرا انورِ نظر تیری عارفانہ بینائی وہ کچھ دیکھ رہی ہے۔ جس کو دنیا کے بندوں کی کم ظرف و تنگ نظریں باوجود بظاہر موٹے موٹے ڈیلے۔ بڑی بڑی آنکھیں رکھنے کے مطلقاً نہیں دیکھ سکتیں۔ چشم بینا رکھنے والوں نے مان لیا کہ بے شک تو عارف ہے۔ تو عرفانی ہے۔ تو نے معارف کو پایا ہے۔ تو بلا وجہ پُر مصائب پہاڑوں۔ سنگلاخ زمینوں اور پُر از خار میدانوں کو بے خوف و ہراس چیرتا اور پھاڑتا ہوا نہیں جا رہا۔ تجھے شروع سے ناموافق حالات کے ماتحت سیاہ بادلوں میں کوئی نورانی چہرہ ہی نظر آ رہا تھا۔ جو تو عاشقانہ انداز سے اُس محبوب کا قرب حاصل کرنے کی غرض سے دوڑ دھوپ کر رہا تھا۔ پس دوستو! وہ اپنے مطلب کو پا گیا۔ گو ہم نے بوجہ بادی النظر رکھنے کے اس کے گوہر نایاب کو نہیں پہچانا تھا۔ مگر سچ سمجھو آج کل جس قوم کا کوئی آرگن نہ ہو۔ دنیا اس کی بقا کو فنا سے تعبیر کرتی ہے۔ اسی اصول کو مدِنظر رکھتے ہوئے الحکم جاری ہوا تھا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکی بڑھتی ہوئی ضروریات کو ملحوظ رکھیں۔ گو مانا کہ سب کی سب جماعت احمدیہ اس قابل نہیں۔ مگر ہماری جماعت میں بہت سی ایسی برگزیدہ و زندہ دل ہستیاں ہیں۔ جو اگر ذرا سی بھی توجہ دے کر اس اپنے قومی آرگن کو زندہ رکھنا چاہیں تو ان کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں۔ یاد رکھو کہ الحکم ادبی چٹخارے یا دل بہلانے کے لئے جاری نہیں کیا گیا۔ نہ ہی اس میں غزلیات و افسانے شائع ہوتے ہیں۔ مانا کہ یہ عامیانہ مذاق سے بالکل جدا شان رکھتا ہے۔ مگر اس شان کو پہچانو کہ وہ کیا شان ہے۔ وہ احمدیت کا صحیح ترجمان ہے۔ جس کی مخالفت پر ایک دنیا برساتی کیڑوں کی طرح سیاہ بادلوں کی مانند مور و ملخ کی طرح امنڈی ہی نظر آتی ہے۔ اندریں حالات اگر اپنی قوم نے بھی لاپرواہی کی اور خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوئی تاکہ اپنے ہادی برحق کے فرمان کے ماتحت تبلیغی جہاد کے حرب کے لئے کل قسم کے کیل کانٹوں سے لیس نہ ہوئی تو یقیناً سمجھو کہ ہم نے اپنے اصل فرض کو۔ اپنی غرض و غایت کو اپنی حیات و ممات۔ ہاں ہاں اپنی غرضِ پیدائش کو ابھی تک نہیں سمجھا۔ اس پر ابھی تک باوجود نصف صدی گزر جانے کے غور نہیں کیا۔ حالانکہ ہماری جماعت خاص اہتمام کے ساتھ ایک خاص نظام کے ماتحت نظر آتی ہے اور شدید ترین مخالف بھی کہہ اُٹھے ہیں۔ کہ ایک جماعت احمدیہ ہی ہے جس کا نظام قابلِ رشک ہے۔ جس کے بچے بوڑھے اپنے مذہب پر مٹنے کو خاص فخر محسوس کرتے ہیں۔ پر کیا وجہ ہے کہ الحکم کے قارئین کرام ابھی خوابِ غفلت میں پڑے انگڑائیاں لیتے دکھائی دیتے ہیں۔ کیا ان کو جگانے کے لئے اسرافیل صور نہیں پھونکا گیا۔ ان کو زندہ کرنے کے واسطے مسیحائی دم معجز نما موجود نہیں۔ کیا زمانہ کی تھپیڑوں نے ان کو ہوشیار و متنبہ کرنے کی بجائے تھپک تھپک کر سو جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیا سوئے ہوؤں پر پانی کے چھینٹے مار نا ان کو سلا دینے کی تجاویز ہیں۔ یا آنکھیں کھول کر دن دیکھنے کی۔ پس جاگو۔ اُٹھو اور کمر ہمت باندھ لو کہ تم نے دنیا بھر کی قوموں کے ساتھ بازی لگا رکھی ہے۔ ان کو تم نے پچھاڑ کر گوئے سبقت لے جانا ہے۔ اور دنیا سے ایک خطرناک مقابلہ ہے۔

پس اندریں صورت قارئین کرام اندازہ خود لگا سکتے ہیں کہ الحکم کو کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا۔ چونکہ اس کا مقصد تجارتی نہیں۔ بلکہ قوم کو نہیں بلکہ دنیا بھر کو خوابِ گراں سے بیدار کرنا۔ رسوماتِ قبیحہ کی بیخ کنی کرنا۔ زندہ مذہب کی پہچان دوما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔ جس سے وہ ترقی کے تمام مدارج طے کر کے اوجِ ثریا تک پہنچ سکے پس اسی مقصدِ عظیم کو سامنے رکھ کر اخبار ہذا کی اشاعت عمل میں آئی۔ اور ظہور پذیر ہوئی تھی۔ اور خریداروں کی عدم توجہگی سے یہ امر بخوبی ذہن میں آ سکتا ہے۔ کہ اس کے مدیر نے اس کو اتنے لمبے عرصہ تک جاری رکھ کر اپنی عالی حوصلگی کا بڑھ چڑھ کر ثبوت دیا ہے۔ اس لئے اب قوم کا بھی فرض اولین ہے کہ اگر وہ اپنی حیات اپنے حسیات اور اپنے جذبات کو برقرار رکھنا چاہتی ہے تو اس اپنے قومی آرگن کی قدر کرے۔ ان مشکلات کو دیکھ کر اور اپنی غفلت کو مدنظر رکھ کر اگر پھر بھی بعض احباب شاکی ہوں۔ کہ اخبار الحکم میں باقاعدگی نہیں۔ تو یہ یقیناً یقیناً ان کا اپنا قصور اور بلا ریب اُنکو اپنی ذمہ واری سے لاپرواہی برتنا ہے اگر قوم ایسے اہم پرچہ کی قدر و قیمت محسوس کرکے اس کا بار اپنے ذمے لیتی تو برسوں کا کام دنوں میں پورا ہوتا۔ اور تکمیل کو پہنچ جاتا۔ اگر ہمارا کہنا جھوٹا ہے تو اب بھی تجربہ کر کے دیکھ لے۔ حتی المقدور ہر فرد جماعت اسے خریدے۔ خریدے ہی نہیں بلکہ اپنے احباب و ہم جلیس اصحاب کے دلوں میں ایسے اہم پرچے کی ضرورت محسوس کرا کر ان کو بھی خریداری پر مجبور کرے ایسی وسیع اور دنیا جہاں کی چار کونوں میں پھیل جانے والی مذہبی جماعت میں اگر دس بیس ہزار بھی بالفعل اخبار ہذا کے گاہک و خریدار پیدا کر دئیے جائیں۔ تو پھر اس الحکم کی بہار دیکھیں۔ کہ گلستان الحکم میں کیا خوشنما و دلکش رنگ برنگ کے پھول کھلتے اور دنیا بھر کو معطر کر دیتے ہیں۔ کیا کوئی ہے جو اس پر غور کرے؟ آہ دوستو! آپ صاحبان روزمرہ اخبار الفضل کے کالموں کو دیکھتے ہیں کہ مت مدید سے حضرت اقدس کے ملفوظات سبق آموز سے بہرہ اندوز کرتا رہتا ہے۔ وہ اکثر کہاں سے لئے جاتے ہیں۔ کیا اس کے اخیر پر آپ اخبار الحکم کا حوالہ نہیں پڑھتے۔ اور اس پر غور نہیں کرتے۔ کہ احمدیت کو اوائل کی زندگی میں الحکم نے باوجود بے سروسامانی کے وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ کہ وہ نہ صرف اب ہم کو بلکہ ہماری آئندہ آنیوالی نسلوں کے لئے بھی رہبر و رہنما اور مشعلِ ہدایت کا کام دیتے رہیں گے۔ اگر ابھی بھی ایسے اشد ترین اہم پرچے کی قدر کی جائے تو اس کے مدیر حضرت عرفانی بڑے وہ اور بفضل خدا آئندہ آنے والے عرفانی وہ وہ کام کر دکھائیں گے کہ شاید و باید کوئی دوسرا کر سکیگا۔

دو تین سال سے موجودہ صورتِ الحکم جو ہمارے پیشِ نظر ہے وہ کیسی اہم ہے۔ اگر یہ صورت جاری نہ کی جاتی۔ تو کس طرح ہر شخص کے احمدی ہونے کے وجوہات ہم یا آئندہ آنے والی نسلیں معلوم کر سکتے؟ روایات کس طرح جمع ہوتے؟ صحابیوں کی سوانح عمریاں کیونکر اکٹھی کی جا سکتیں؟ میرے خیال میں الحکم نے ایسا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جس کی ہمیں بیحد ضرورت تھی۔ اور

جس کا ابھی تک کسی کو خیال پیدا نہ ہوا تھا۔ بلکہ ہمارے وہم و خیال میں ممکن ہے۔ کبھی یہ ضروریات محسوس ہی نہ ہوتے۔ کیسے کیسے صحابہ گذرے ہیں۔ جن کے حالات اگر ہماری نظر سے اوجھل رہتے تو گویا ایک خزینہ و گرانبہا کو ہم کھو جانے والے بدنصیب ثابت ہوتے پس میرے دوستو ان ضروریات سلسلہ عالیہ کو محسوس کرو۔ اور ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعی کرو۔ تا یہ سبق آموز امور ضبطِ تحریر میں جلد آجائیں۔ اور بعجلت یہ اہم کام سرانجام پا جائے۔ جس کی نہ صرف ہمیں بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کو اشد ضرورت ہے۔ اور یقینی اور یقینی طور سے ان اہم امور کو فراہم کرنے اور انضباط میں لانے کا ایک ہی واحد ذریعہ ہے۔ کہ ہمارا کوئی خاص اخبار ان باتوں کے لئے وقف ہو جائے تو ہم اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش سمجھے جائیں۔ چونکہ اخبار الحکم نہ صرف ان امور کا محرکِ اولین بنا ہے۔ بلکہ اس نے اس تھوڑے اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں اس کے متعلق بہت اور بہت بڑا کام کر کے دکھا دیا ہے لہٰذا اس کو ہی اس کام کے لئے وقف شدہ سمجھ کر اس کی بنیاد کو مضبوط کرنے کی فکر کرو۔ اور یہ کام تبھی ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے خریدار پیدا کئے جائیں۔ اور ہم میں سے بفضلِ خدا جو ذی ثروت اور اللہ کے دیئے مال و دولت والے احباب ہیں۔ اسکی خاص رعایت میں کوشاں ہو کر اس مشکل وقت میں دستگیری کریں۔ اور الحکم اخبار کو مالی ضروریات سے بے نیاز کر کے اپنی ضروریات کو فراہم کرنے اور ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے وقف رہیں۔ اور بس ؛

خادم قوم خاکسار محمد علی خاں اشرف عفی اللہ عنہٗ
پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بیرم پور

کھلی درخواست

بحضور فیض گنجور جناب صاحب رجسٹرار بہادر کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب - لاہور

جناب عالی!

بعد ادب و لحاظ ہم فدویان خدمتِ عالیہ میں گذارش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے گاؤں موضع بیرم پور تھانہ ہریانہ ڈاکخانہ گڑھ دیوالہ۔ تحصیل و ضلع ہوشیار پور میں اشتمال اراضیات کے ماتحت زمینوں وغیرہ کا ردّ و بدل کیا گیا ہے۔ اس میں ہم غریب مسلمانوں پر صریح ظلم و بے انصافی کی گئی۔ درآنحالیکہ ہم شروع سے واویلا کرتے چلے آرہے ہیں۔ کہ ہمارے قبرستان ہمارے لئے قابلِ ادب جگہیں ہیں۔ ان کو بدستور قائم رکھا جائے۔ نہ ان کو مزروعہ رقبہ میں ڈالا جائے۔ اور نہ ان میں سے کوئی راستہ نکالا جائے۔ مگر باوجود ہمارے درخواست پہ درخواست دینے اور چیخ و پکار کرنے کے ہماری آج تک پوری دادرسی نہیں کی گئی ہے۔ اس کے تدارک کے لئے ایک درخواست بتاریخ ۲-۷-۳۲ء بمشورہ سب انسپکٹر صاحب۔ بخدمت سیکرٹری صاحب اشتمال اراضیات۔ دوسری ۲۲-۷-۳۲ء کو بمشورہ اسسٹنٹ رجسٹرار صاحب ہوشیار پور بخدمت انسپکٹر صاحب حلقہ دسوہا ضلع ہوشیار پور۔ اور تیسری ۲۳-۱۱-۳۲ء کو معرفت جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان۔ بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ہوشیار پور بھیجی گئی۔ اسی طرح ہم نے بذریعہ اخبارات بھی افسرانِ بالا تک اپنی آواز پہونچانے کے لئے بار بار واویلا کیا۔ جو روزنامہ الفضل اخبار قادیان مجریہ ۱۵-۶-۳۲ و ۲۶-۱۱-۳۲ و ۲۹-۱۲-۳۲ و ۶-۱-۳۳ کے نمبروں میں شائع ہو چکا ہے۔ جس پر صرف اتنا ہوا ہے کہ صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار بہادر ضلع ہوشیار پور کے حکم سے صرف ہمارا ایک قبرستان مزروعہ رقبہ سے نکال دیا گیا جس کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں۔ اور دوسرے قبرستان کے متعلق صرف اتنا کیا کہ وہ جس سکھ مذہب کے شخص کے مزروعہ رقبہ میں رکھا گیا تھا۔ وہاں سے نکال کر ایک تیسرے شخص مسلمان کے رقبہ مزروعہ میں زبردستی دے رہے ہیں۔ جو اس پر صریح ظلم ہے۔ حالانکہ یہ قبرستان محکمہ مال کے ۱۹۱۱ء اور ۱۹۲۵-۲۶ء کی جمعبندی میں مندرج ہے جسے کسی طرح بھی کسی مزروعہ رقبہ میں از روئے قانون شامل نہیں کرنا چاہئے اور پھر اس قبرستان کے ایک حصّہ میں سے راستہ نکالا گیا اسے بھی ہٹا کر دوسری جگہ تبدیل نہیں کیا گیا۔ اس طرح ہم مسلمانوں کی قبروں کی بے حرمتی کر کے ہمیں اشتعال دلایا جا رہا ہے۔ ہمارے اس قبرستان کا حلقہ باڑ اور اس میں سے درخت وغیرہ اکھاڑ کر اس کا نام و نشان مٹا دیا گیا ہے۔ غرضیکہ اس کا کچھ حصہ راستہ میں شامل کر کے باقی حصّہ کو مزروعہ رقبہ میں ڈال دیا گیا ہے۔

عالیجاہا! باوجود ہمارے احساسات و جذبات کو مجروح کرنے اور اشتعال دلانے کے جو سراسر قانون کی بیحرمتی اور سکھا شاہی ہے۔ ہم قانونی کارروائی کر رہے ہیں۔ اور ہم میں سے سرکردہ مسلم اشخاص قرآنی و قانونی تعلیم کے ماتحت طرفین کو فسادات سے بچا رہے ہیں۔ لہٰذا اگر جلد اس قبرستان کو راستہ اور مزروعہ رقبہ سے نکال کر بدستور سابق اس کی حلقہ بندی نہ کرائی گئی۔ تو اندیشہ ہے اور خطرہ ہے کہ مسلم پبلک اپنے جذبات کو کچلا جاتا دیکھ کر جوش میں آجائے۔ اور جلد تدارک نہ کرنے کی وجہ سے ہندو و مسلم پبلک میں اشتعال ہو کر طرفین میں مقدمہ بازی شروع ہو جائے۔ کیونکہ موضع بیرم پور کے علاوہ گرد و نواح کے دیہات کے مسلمان بھی جوش میں بھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں چونکہ موضع بیرم پور میں جہاں اشتمال ہوا ہے کثرت آبادی ہندوؤں کی ہے۔ نمبردار دونو ہندو سکھ ہیں۔ ذیلدار سکھ۔ سب انسپکٹر و انسپکٹر اشتمال و اسسٹنٹ رجسٹرار صاحب اشتمال اراضیات۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سب کے سب ہندو و سکھ ہیں۔ اس لئے اشتمال کنندگان موضع بیرم پور کو مسلمانوں کے جذبات سے ذرا بھر بھی ہمدردی نہیں۔ اور ان پر ناجائز دباؤ ڈالنے کے لئے ان کے احساسات و جذبات کو کچل کر ان سے بے انصافی برتی گئی ہے۔ لہٰذا حضور انور سے بعد ادب گذارش ہے۔ کہ انصاف و قانون اور رعایا پروری کے لحاظ سے ہم بیکس و عاجز مسلمانوں کی پوری طرح دادرسی فرما کر اس قبرستان کو بدستور سابق راستہ اور مزروعہ رقبہ سے نکال کر۔ اور اس پر حلقہ بندی کرا دینے کا حکم صادر فرما کر اور جس کسکے رقبہ میں اس قبرستان کا رقبہ ڈالا گیا ہے وہاں سے نکال کر اس شخص کو دیا جائے جس میں یعنی جس کے رقبہ سے اب قبرستان نکالا جائے ہم مسلمان کسی کا حق زائل کرنا نہیں چاہتے۔ اور انصاف کا واسطہ دے کر . . . .

محض انصاف کے طالب ہیں۔ اور بس۔

ہمیں امید واثق ہے۔ کہ حضور جو انصاف کے مکمل مجسمہ ہیں۔ ہم غریب مسلمانوں کو ہمارا جائز حق دلا کر ہمیشہ کے لئے ہمیں مشکوری کا موقع بخشیں گے۔

تمام خط و کتابت بنام ماسٹر محمد علی خاں اشرف بی۔ اے۔ وی ٹیچر و پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بیرم پور ڈاکخانہ گڑھ دیوالہ ضلع ہوشیار پور کی جائے۔

نوٹ:۔ درخواست ہٰذا بذریعہ ڈاک بھی ملفوف حضور کی خدمت میں بھیج دی گئی ہے۔ نیز اس کی نقول صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ہوشیار پور۔ اور ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر صوبہ پنجاب کی خدمت میں بھیجی گئی ہیں۔

عرضی

فدویان:۔ جملہ مسلمانان موضع بیرم پور و مضافات علاقہ ہٰذا۔ ڈاکخانہ گڑھ دیوالہ۔ تھانہ ہریانہ ضلع ہوشیار پور۔

بقلم محمد علی خاں اشرف عفی اللہ عنہٗ۔ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بیرم پور۔

شرح درثمین فارسی

(از جناب قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی اے (سرحدی)

گذشتہ سے پیوستہ

بہر حق داماں ز غیر حق برفشاند
ثانئے او نیست در بحر و برے

حق کے لئے اس نے غیر اللہ سے اپنا دامن جھاڑ دیا۔ خشکی اور تری میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ فرمایا۔ اُسوقت تمام عرب آپ کے مخالف ہوگیا۔ اور اقارب نے بھی آپ سے قطع تعلق کیا۔ لیکن آپ نے محض خدا کی رضا کے لئے تمام عرب کی مخالفت کی پروا نہ کی۔ پھر عرب کے سرداروں نے دولت حسین عورتیں سلطنت وغیرہ کی لالچ دلائی۔ مگر آپ نے ان سب چیزوں کے لینے سے انکار کیا۔ اور حق پر قائم رہے

خشکی و تری۔ اگر الفاظ کے معنے لئے جائیں تو شعر کا کوئی مفید مطلب نہیں نکلتا۔ تری میں ثانی کا نہ ہونا کوئی خوبی نہیں کیونکہ پانی میں مچھلیاں اور دیگر آبی جانور ہوتے ہیں۔ ان سے مقابلہ کرنا بے سود ہے۔ لہٰذا بحر و بر استعارہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ بحر سے مراد عالم لوگ جو مذہبی لیڈر تھے۔ یہود اور نصاریٰ۔ اور بر یعنی خشکی سے مراد اُمّی لوگ۔ تو مطلب یہ ہوا کہ آنحضرتؐ جیسی مثال حق کو لینے اور غیر حق کو چھوڑنے کی نہ علماء میں سے کسی نے پیش کی ہے اور نہ امیوں میں سے کوئی پیش کرنے کے قابل ہوا۔ آنحضرتؐ اُمّی ہوکر ایسی مثال قائم کر گئے۔

آں چراغش داد حق کش تا ابد
نے خطر نے غم ز بادِ صرصرے

خدا نے آپ کو وہ چراغ عطا فرمایا کہ جس کو ابد تک کسی تند و تیز ہوا سے بجھنے کا خوف نہیں۔

چراغ سے مراد قرآن شریف اور صرصر سے مراد مخالفت اللہ تعالےٰ نے خود اس چراغ کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ نیز فرمایا کہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ یعنی ہم نے ہی اس کتاب کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے کافر چاہیں گے کہ اس نور کو پھونک مار کر بجھا دیں۔ لیکن اللہ اس نور کو کامل کرے گا۔ اگرچہ یہ کافروں کی طبیعت پر گراں گذرے

حق پے تکمیل حسن روزگار ناقصاں
آرید از نحن نزلنا چراغ ضوفشاں
تا خدا آں یطفؤا در آیتے فرمودہ است
از فسردن امتیم ایں چراغ آسودہ است (شارح)

پہلوان حضرتِ ربّ جلیل
بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے

وہ جلال والے خدا کا پہلوان ہے۔ اور اس نے اپنی کمر میں شوکت کی تلوار باندھی ہے۔

بدر و حنین جیسے ہلاکت آفرین معرکوں میں بے سروسامانی کی حالت میں کودنے والا جرنیل۔ اپنی شوکت اور خداداد رعب سے قیصر و کسریٰ کے محلوں میں زلزلے لانے والا فیر ربّ جلیل ہی کا پہلوان ہوسکتا ہے۔ ؎

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ
(مسیح موعودؑ)

تیر او تیزی بہر میدان نمود
تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے

اس کے تیر نے ہر میدان میں تیزی دکھائی ہے۔ اور اس کی تلوار نے ہر میدان میں اپنا جوہر دکھایا ہے۔ بقول شیخ سعدیؒ ؎

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود خدا کی تلوار تھے۔ اس لئے آپؐ کی تلوار کسی جگہ رُکنے والی نہ تھی۔ حضرت کعبؓ قصیدہ بانت سعاد لکھ کر آپ کی خدمت میں سنانے لگے۔ ایک شعر میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ الْهِنْدِ کی تعریف سے مخاطب کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی تصحیح فرما کر اُس کی جگہ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ اپنی تعریف لکھوائی۔ اور اس میں یہی نکتہ تھا کہ چاہے ہندی تلوار کتنی ہی کاٹ میں بہترین ہو پھر بھی انسان کی بنائی ہوئی ہے۔ اور کسی وقت اس کو شکست ہونی ممکن ہے۔ لیکن خدائی تلوار کو کوئی بھی شکست نہیں دے سکتا۔

کرد ثابت بر جہاں عجزِ بتاں
وا نمودہ زورِ آں یکتا قادرے

اس نے تمام دنیا پر بتوں کا عجز ثابت کر دیا۔ اور اُس قادرِ لاثانی کی طاقت کو ظاہر کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی تائید اور وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ بے شمار بت پرستوں کے مقابل پر نکلتے۔ اور ان کو شکست فاش دیکر ثابت کر دیتے کہ خدا کی تائید کے سامنے بتوں کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ کیونکہ قریش اپنی ہر فتح کو بتوں کی تائید کی طرف منسوب کرتے۔ اور جب آپؐ سے شکست کھا کر بھاگتے تو وہ بتوں کی بے توجہی کے شاکی ہوتے۔ اور مسلمان فتح پاکر خدا کے لئے سجدۂ شکر بجالاتے۔

تا نماند بے خبر از زورِ حق
بُت ستا و بت پرست و بت گرے

اور بتوں کا عجز اس لئے ثابت نہیں کیا کہ بت پرستوں کی دلشکنی ہو۔ بلکہ یہ اس لئے کیا کہ تا بتوں کی تعریف کرنے والوں بتوں کو پوجنے اور بنانے والوں پر اس امر کے متعلق اتمام حجت کیا جاوے۔ کہ خدا کے زور کے آگے کسی کی کچھ پیش نہیں جاتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشن ہی یہی لے کر دنیا میں آئے تھے کہ تا انسانوں کو غیر اللہ کی پرستش سے نکال کر خدا کا پرستار بنائیں۔ پس جہاں بتوں اور خدائے قادر کی طاقت کا سوال ہوتا تو آپ کی غیرت جوش میں آجاتی اور آپ بتوں کے مقابلہ میں خدا کی بڑھائی پیش فرمانے لگتے۔ ایک لڑائی میں مسلمانوں کو اپنی غلطی کی وجہ سے نقصان ہوا۔ کافروں کو خیال ہوا کہ شاید مسلمانوں کے لیڈر سب اس جنگ میں کام آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ چند معتمد صحابیوں کے ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ اور جنگی اصولوں کی مصلحت سے اپنے آپ کو ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ جب کافروں میں سے ایک نے آواز دے کر پوچھا کہ کیا محمدؐ زندہ ہیں؟ آپؐ نے صحابہ کو جواب دینے سے منع فرمایا۔ کیونکہ مصلحت اسی میں تھی۔ کافر ادھر سے خاموشی دیکھ کر سمجھنے لگے کہ گویا آنحضرتؐ کام آگئے ہیں۔ تب انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ کے متعلق پوچھا۔ ان کے متعلق بھی جواب دینے سے آپؐ نے صحابہؓ کو روکا۔ تب کافر اسے بزعم میں کہنے لگے کہ مسلمانوں کے سارے لیڈر لڑائی میں کام آگئے ہیں۔

تب انہوں نے اپنے بڑے بُت ہبل کا نعرہ لگایا۔ کیونکہ وہ اپنی فتح اسی کی طرف ہی منسوب کرتے تھے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش نہ رہ سکے۔ اور جوش میں آکر صحابہؓ سے فرمانے لگے کہ تم اس کے مقابلہ میں اللہ کی بڑھائی کا نعرہ لگاؤ چنانچہ صحابہؓ نے ایسا ہی کیا۔ الغرض آپ میں خدا کی بڑھائی کے متعلق بہت غیرت تھی۔ آپ خطرہ کے موقعوں پر بھی خدا کی بڑھائی اور بتوں کا عجز ثابت کرنے سے نہ رکتے۔

عاشقِ صدق و سداد و راستی
دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے

سچائی پکی بات۔ اور راستی کا عاشق اور جھوٹ۔ فساد اور ہر قسم کی برائیوں کا دشمن۔

ان اوصاف اور ایسی ہی دوسری بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو بنی نوع انسان کے لئے اسوہ مقرر فرمایا۔ کیونکہ آپ کا ہر عمل قرآن شریف کے بتائے ہوئے اصولوں کے عین مطابق تھا۔

(باقی آئندہ)

وصیتیں

نمبر ۴۷۵۲

منکہ عزیز احمد ولد محمد علی صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پھیرو چیچی۔ ڈاکخانہ کاہنوواں تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۷۵ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ عزیز احمد بقلم خود۔ حال محمود آباد فارم ضلع نواب شاہ سندھ۔

گواہ شد۔ (نواب) محمد عبد اللہ خاں۔

گواہ شد۔ ڈاکٹر محمد الدین محمود آباد فارم۔

نمبر ۴۷۴۸

منکہ نصیر احمد ولد نور الدین قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹ جون ۱۹۱۴ء ساکن دھرچک ۴۵ ڈاکخانہ موس۔ تحصیل و ضلع شیخوپورہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا گذارہ میری ملازمت کی آمدنی پر ہے۔ جو اب مبلغ پچیس روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائیداد کا یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ کردوں تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔

العبد۔ نصیر احمد حال وارد محمود آباد فارم ضلع نواب شاہ سندھ۔

گواہ شد۔ ڈاکٹر احمد الدین محمود آباد فارم۔

گواہ شد۔ محمد کریم محمود آباد فارم۔

نمبر ۴۷۴۶

منکہ ہدایت اللہ ولد مہر الدین قوم جٹ زمیندار پیشہ بڑھئی۔ عمر ۳۰ سال۔ تاریخ بیعت ۳/۴ ۷ ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ کام دستکاری نجاری پر ہے۔ جس کی اوسط آمد اس وقت بیس روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ ہدایت اللہ احمدی بقلم خود دار الصناعت قادیان۔

گواہ شد۔ محمد عبد اللہ احمدی (بوتالوی) سپرنٹنڈنٹ دار الصناعت قادیان۔

گواہ شد۔ محمد اسحاق سیالکوٹی کلرک دار الصناعت

نمبر ۴۷۴۷

منکہ رحمت اللہ ولد میاں کوتا صاحب قوم ارائیں ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

(۱) ایک مکان پختہ مشتمل دو کمرے و برآمدہ و صحن جس کا کل رقبہ دس مرلہ اور مالیت اندازاً چھ سو روپیہ ہے۔

(۲) پانچ گھماؤں زرعی اراضی واقع موضع تلونڈی ڈاکخانہ چک جمبرہ ضلع لائل پور۔ جو میری جدی بلا شرکت غیرے ملکیت ہے۔ قیمتی اندازاً ایک ہزار روپیہ ہے

(۳) ایک مکان مشتمل ایک کمرہ پختہ و ایک کمرہ خام رقبہ اندازاً آٹھ مرلہ۔ قیمتی یکصد روپیہ موضع تلونڈی مذکور میں واقع ہے۔ اس کل جائیداد کی مجموعی مالیت سترہ سو روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت پندرہ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد۔ رحمت اللہ مالی ساکن محلہ دار السعت قادیان

گواہ شد۔ محمد امین بقلم خود محلہ دار السعت۔

گواہ شد۔ محمد رمضان ساکن محلہ دار السعت۔

نمبر ۴۷۶۰

منکہ جیئو بیوہ چوہدری نور محمد صاحب قوم زمیندار پیشہ زراعت عمر پچاس سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن تلونڈی جھنگلاں۔ ڈاکخانہ قادیان۔ تحصیل بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء بروز جمعہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد ایک عدد بہیرہ نقرئی۔ دو عدد بند نقرئی وغیرہ زیورات قیمتی مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ ہاں میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہوئی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔

العبد۔ جیئو بیوہ چوہدری نور محمد مرحوم نشان انگوٹھا

گواہ شد۔ سکندر علی پنشنر ساکن بھینی بانگر۔

گواہ شد۔ سید احمد علی مولوی فاضل قادیان۔

گواہ شد۔ عبد الرحیم پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ تلونڈی جھنگلاں۔

نمبر ۴۷۵۷

منکہ محمد خان ولد نظام الدین قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال۔ تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۱ء ساکن دوالمیال ڈاکخانہ خاص ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۱۰ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت صرف ایک رہائشی مکان ہے۔ جس کی کل قیمت چار سو روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۲۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ المرقوم ۱/۴/۱۰

العبد۔ ہیڈ جمعدار محمد خان سلیمانکی ہیڈ ورکس ضلع فیروزپور۔

گواہ شد۔ عبد الرحیم احمدی سلیمانکی ہیڈ ورکس ضلع فیروزپور۔

گواہ شد۔ بقلم خود رحمت علی ملازم ہیڈ ورکس سلیمانکی۔ ضلع فیروزپور۔

نمبر ۴۷۵۹

منکہ قطب الدین ولد میاں میراں بخش صاحب قوم بھٹی۔ پیشہ ترکھان عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ساکن لودی ننگل۔ ڈاکخانہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۱-۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان خام واقع موضع لودی ننگل قیمت قریباً ۱۲۵ روپے ہے۔ اس کے علاوہ ایک عدد گائے قیمت ۲۸ روپے میرے پاس ہے۔ باقی گھر کا سامان چارپائیاں برتن کپڑے وغیرہ قیمتی ۵۰ روپیہ ہے۔ یعنی کل اس وقت میرے پاس مبلغ ۲۰۳ روپے کی جائیداد ہے اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں مذکورہ بالا جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میرے ورثا میری اس وصیت کے پابند ہوں گے۔ بجز اس کے کہ میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کرا کر رسید حاصل کر لوں نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ قطب الدین ولد میاں میراں بخش۔ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد۔ نصیر اللہ بقلم خود سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز۔ میاں چنوں حال لودی ننگل۔

گواہ شد۔ بقلم خود محمد اسحٰق دکاندار لودی ننگل۔

گواہ شد۔ میاں علم الدین پسر موصی نشان انگوٹھا

نمبر ۴۷۵۸

منکہ شیخ محمد شفیع ولد میاں حیات بخش قوم سیٹھی۔ عمر ۶۳ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۳ء ساکن جہلم شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد کچھ کتابیں کچھ برتن اور کچھ نقدی جن کی مجموعی تعداد قیمت مبلغ چھ سو روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر میری کوئی جائیداد بھی ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد۔ شیخ محمد شفیع سیٹھی احمدی محلہ شیشگراں۔ جہلم۔

گواہ شد۔ عبدالاحد مولوی فاضل جہلم مدرسہ احمدیہ

گواہ شد۔ عطا محمد ریٹائرڈ انسپکٹر آف ورکس محلہ شیشہ گراں جہلم شہر۔

نمبر ۴۷۶۷

منکہ خلیل احمد ولد مولوی اللہ بخش صاحب مرحوم قوم جٹ لڑکا پیشہ عیالی عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن موضع سمراء۔ ڈاکخانہ تحصیل لودھراں۔ ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۳۷ء حسب وصیت کرتا ہوں۔ یہ کہ میری جائیداد اس وقت بہ تفصیل ذیل ہے۔

بھیڑیں ۶۱ فی بھیڑ ۹ روپیہ کل قیمت ۵۴۹ روپے بکریاں ۱۸ عدد فی بکری چھ روپیہ۔ کل قیمت ۱۰۸ روپے مادہ گائے مع بچھڑا پچاس روپے۔ زیورات چاندی آٹھ تولہ قیمت ۴۰ نقد ۱۵۰ جائیداد کل میزان ۸۹۷ روپے جس میں نصف حصہ کا مالک میرا حقیقی بھائی عزیز احمد ہے میں اپنے نصف حصہ یعنی مبلغ ۴۴۸ روپے ۸ آنے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ کہ ماسوا جائیداد مندرجہ صدر کے جو آمدنی مال مذکور کی خدمت گذاری سے پشم وغیرہ کے ذریعہ ہو گی۔ مع جائیداد مندرجہ عنوان کے ۱/۱۰ حصہ حوالہ انجمن مذکور کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد جو میری جائیداد۔ خواہ کسی قسم کی بھی ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اپنی حیاتی میں جو کچھ علاوہ حصہ آمد ماہوار کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں گا وہ بوقت ادائیگی حصہ جائیداد بقیہ سے وضع کر لی جائے گی۔ یہ وصیت میں نے اپنی صحت بدنی اور قائمی ہوش و حواس سے بعد غور کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عہد پر تا حیات قائم رکھے۔ آمین

العبد۔ خلیل احمد بقلم خود۔

گواہ شد۔ مستری عبد الخالق بقلم خود لودھراں۔

گواہ شد۔ محمد سلطان سوداگر چرم لودھراں بقلم خود

نمبر ۴۷۷۳

منکہ عبداللہ خاں ولد خیر الدین صاحب مرحوم قوم شیروانی مرزا خانی پیشہ ملازمت۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن مالیر کوٹلہ ریاست۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷-۲-۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔

منقولہ۔ گائے مادہ ایک عدد اس مالیتی مبلغ ۴۰ روپے قرضہ واجب الوصول ۲۴۰ روپے۔ کل ۲۸۰ روپے

غیر منقولہ۔ دو مکانات واقعہ محلہ مرزا خانی شہر مالیر کوٹلہ حدود اربعہ ذیل مالیتی اندازاً ۵۰۰ سو روپیہ مکان نمبر ۱ شمالاً مکان ولی محمد خانصاحب۔ شرقاً مولوی نواب خانصاحب مرحوم۔ غرباً و جنوباً شارع عام مکان نمبر ۲ شرقاً گلی شارع عام۔ غرباً مکان متذکرہ بالا مولوی نواب خان صاحب مرحوم۔ شرقاً مکان مقبوضہ محمد نواز خانصاحب۔ جنوباً مکان فضل الرحمٰن خانصاحب مرزا خانی اراضی زرعی واقع موضع مالک مزرعہ و شہر مالیر کوٹلہ۔ ریاست مالیر کوٹلہ۔ قیمتی اندازاً تین ہزار روپیہ۔ جائیداد غیر منقولہ . . . . . میں میرا حصہ نصف ہے۔ اور نصف میں میری دو ہمشیرگان حقدار ہیں۔ میرا گذارہ میری غیر منقولہ جائیداد کی آمد کے علاوہ میری ملازمت کی آمد پر ہے۔ جو کہ تعداد ۴۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کراتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائیداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔

العبد۔ عبداللہ خاں مرزا خانی حال محمود آباد فارم نوابشاہ سندھ

گواہ شد۔ ڈاکٹر احمد الدین محمود آباد فارم سندھ

گواہ شد۔ محمد شریف ولد چوہدری سردار خاں محمود آباد فارم سندھ۔

نمبر ۴۷۶۵

منکہ عزیز احمد ولد مولوی اللہ بخش صاحب مرحوم جٹ لڑکا۔ پیشہ عیالی عمر ۳۰ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن موضع سمراء۔ ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت بہ تفصیل ذیل ہے

۶۱ بھیڑیں فی بھیڑ نو روپیہ میزان ۵۴۹ روپے بکریاں ۱۸ فی بکری ۶ روپیہ میزان ۱۰۸ روپیہ۔ مادہ گاؤ مع بچھڑا ایک ۵۰ روپیہ۔ زیورات چاندی وزنی ۸ تولہ قیمت ۴۰ روپیہ۔ نقد ۱۵۰ روپیہ موجود ہے کل میزان ۸۹۷ روپے جس میں سے نصف حصہ کا مالک میرا حقیقی بھائی میاں خلیل احمد ہے اپنے نصف حصہ مبلغ ۴۴۸ روپے ۸ آنے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ نیز یہ کہ ماسوا جائیداد مندرجہ صدر کے جو آمدنی مال مذکور کی خدمت گذاری سے پشم وغیرہ کے ذریعہ ہوگی مع جائیداد مندرجہ عنوان کے ۱/۱۰ حصہ حوالہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میری موت کے وقت جو میری جائیداد خواہ کسی قسم کی بھی ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اپنی حیاتی میں جو کچھ علاوہ حصہ آمد ماہوار کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں گا

حسب ضابطہ رسید حاصل کروں گا۔ وہ بوقت ادائیگی حصہ جائیداد بقیہ سے وضع کر لی جائے گی۔ یہ وصیت میں نے اپنی صحت بدنی اور قائمی ہوش و حواس سے بعد شوق خود کی ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اس عہد پر تاحیات قائم رکھے۔ آمین۔

العبد۔ عزیز احمد موضع سراؤ ضلع ملتان
گواہ شد۔ محمد سلطان بقلم خود سوداگر چرم لودہراں۔
گواہ شد۔ مستری عبدالخالق سیکرٹری انجمن احمدیہ لودہراں بقلم خود۔

نمبر ۴۷۶۹

منکہ محمد یوسف شاہ ولد سید معصوم شاہ صاحب قوم سید پیشہ ڈاکٹری ملازمت عمر ۳۷ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن مدینہ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ فروری ۲۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

ایک مکان پختہ واقع مدینہ ضلع گجرات قیمت اندازاً ۳۰۰۰ روپیہ بلاشرکت غیرے میرا ہے۔ لیکن میرا گذارہ جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد تنخواہ پر ہے۔ جو مجھے اس وقت ۱۵۲ روپے ماہوار کے حساب سے ملتی ہے۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں جو انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ آمدنی کی زیادتی یا کمی کی صورت میں بھی اسی پر عمل درآمد کرونگا۔ اور محکمہ کارپردازان بہشتی مقبرہ کو اس سے اطلاع دیتا رہوں گا انشاءاللہ اور اپنی جائداد غیر منقولہ یعنی مکان قیمتی تقریباً تین ہزار کے بھی ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں اس کے علاوہ جو رقم یا جائیداد میرے مرنے کے بعد متروکہ ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میرے ورثاء میری اس وصیت کے پابند ہوں گے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کچھ ادا کردوں اور رسید حاصل کرلوں تو وہ رقم ادا کردہ حساب وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد۔ محمد یوسف شاہ بقلم خود سب اسسٹنٹ سرجن ریلوے ہسپتال وزیر آباد۔
گواہ شد۔ سید بشیر احمد برادر زوجہ موصی بقلم خود ساکن کھاریاں۔
گواہ شد۔ ماسٹر فضل الٰہی سیکرٹری مال انجمن احمدیہ وزیر آباد۔

نمبر ۴۷۷۰

منکہ غلام رسول ولد چوہدری اللہ دتہ صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی۔ ساکن کوٹلی تارڑ۔ ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ۔ تحصیل پسرور

ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں اپنی منقولہ غیر منقولہ جائیداد جو میرے حصہ میں آئے اپنے حصہ میں سے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ اپنی ماہوار آمد تنخواہ مبلغ ۴۰ روپے اور الاؤنس جس قدر ملتا رہے گا۔ اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ چوہدری غلام رسول ریلیونگ سگنیلر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن حال محلہ صوفیاں لدھیانہ
گواہ شد۔ سید عنایت علی شاہ محلہ صوفیاں لدھیانہ
گواہ شد۔ سید صوفی عبدالرحیم محلہ صوفیاں لدھیانہ

اطلاع

بعض حلقوں میں یہ خبر مشہور کی جارہی ہے۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان کو مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے کورٹ کا ممبر بنانے کے لئے اس سال خاص کوشش سے اُن کا نام فہرست معطلین میں شامل کیا گیا ہے۔ اور پھر کورٹ کا رکن بنایا گیا۔ یہ خبر بالکل غلط ہے۔ اور مرزا صاحب موصوف کے انتخاب میں کوئی خاص جدوجہد عمل میں نہیں آئی۔ آپ مسلم یونیورسٹی کورٹ کے پرانے ممبر ہیں۔ اور سب سے پہلے معطلین کے حلقہ سے آپکا انتخاب پانچ سال کیلئے ۱۴ مارچ ۲۲ء کو ہوا تھا۔ پھر ۱۶ مارچ ۲۷ء سے گذشتہ پہلی میعاد رکنیت ختم ہونے پر معطلین نے دوبارہ آپ کو کورٹ کا ممبر منتخب کیا۔ اس لئے اس مرتبہ کوئی خاص نئی بات عمل میں نہیں آئی۔

نیازمند۔ رحم علی الہاشمی ڈائرکٹر

الحکم کا خلافت نمبر

مَیں نے اللہ تعالےٰ پر توکّل اور بھروسہ کرکے یہ عزم کیا ہے کہ ۲۸ مئی ۲۷ء کو الحکم کا ایک خلافت نمبر شائع کروں۔ یہ نمبر انشاءاللہ ایک خاص شان کا نمبر ہوگا۔ اس نمبر میں کیا ہوگا؟ یہ نمبر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ۲۳ سالہ زندگی کی علمی تصویر ہوگا۔ اور اپنے حجم، طباعت، کتابت اور فہرست مضامین کے لحاظ سے انشاءاللہ ایسا نمبر ہوگا۔ کہ الحکم کی گذشتہ تاریخ میں اس کی مثال نہ ملے گی۔ صفحات کے لحاظ سے یہ کم و بیش سو صفحے کا نمبر ہوگا۔

متعدد فوٹو اور عکس اس نمبر کی شان کو دوبالا کر رہے ہوں گے۔ اس نمبر کی قیمت کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ سردست جو جماعتیں یا افراد اس نمبر کی اشاعت میں حصہ لینا چاہیں وہ بواپسی بذریعہ کارڈ اطلاع دیں۔ تاکہ اسی قدر تعداد میں چھپوایا جاسکے۔

یہ نمبر اس لحاظ سے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ کی مقدس زندگی اور آپ کے عظیم الشان اعمال کا ایک مرقع ہوگا۔ اس قابل ہوگا کہ اس کی اشاعت ہندوستان کے کونہ کونہ میں کی جائے۔

تفصیلی اطلاعات اس نمبر کے متعلق بہت جلد شائع کی جائیں گی۔ دریافت طلب امور کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا